شاہد حسین رزاق

انڈونیشیا

تین ہزار جزیروں کا ملک

براعظم ایشیا کے جنوب مشرق اور آسٹریلیا کے شمال مغرب میں دنیا کا عظیم ترین مجمع الجزائر واقع ہے جو بحرالکاہل اور بحرالہند میں ہزاروں میل تک پھیلا ہوا ہے۔ اور اس مجمع الجزائر کے تین ہزار جزیروں پر جمہوریۂ انڈونیشیا کی وسیع مملکت مشتمل ہے جس نے تین صدیوں کے بعد ولندیزیوں کے سامراجی اقتدار سے آزادی حاصل کی ہے اور اپنے وسیع رقبے، کثیر آبادی، عظیم معاشی وسائل اور کلیدی محل وقوع کی بنا پر مشرقی ممالک اور بالخصوص اسلامی دنیا میں غیر معمولی اہمیت کی حامل بن گئی ہے۔ انڈونیشیا کے یہ جزیرے جن کا قدیم نام نوسانتارا یعنے درمیانی جزائر تھا ایشیا اور آسٹریلیا کے درمیان ۳۲۰۰ میل تک سمندروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس مجموعہ کے عظیم ترین جزائر میں دنیا کا ایک سب سے بڑا جزیرہ بورنیو بھی ہے اور سب سے زیادہ آباد جزیرہ جاوا بھی ہے۔ اس میں سماترہ جیسا وسیع اور اہم جزیرہ بھی شامل ہے اور سلادیسی بھی۔ اور یہ سب وہ جزیرے ہیں جن کا رقبہ یورپ کے کئی بڑے ملکوں سے بھی زیادہ ہے اور ان میں سے صرف ایک جزیرہ جاوا کی آبادی یورپ کی کئی قوموں کی مجموعی تعداد سے بڑھ کر ہے۔ نہ صرف بڑے جزائر بلکہ اس مجموعہ کے چھوٹے جزیروں میں سے بھی بعض ایسے ہیں جو سابق حکمراں ملک ہالینڈ سے بڑے ہیں۔ لیکن ان بڑے بڑے جزائر کے برعکس اس مجموعہ میں دو ہزار کے قریب وہ چھوٹے چھوٹے ٹاپو بھی ہیں جو مونگے جمع ہو جانے یا پہاڑوں کی چوٹیاں ابھر آنے سے نمودار ہو گئے ہیں اور جن میں سے اکثر کی آبادی صرف چند نفوس پر مشتمل ہے

نیا نام | انڈونیشیا اس مجمع الجزائر کا نیا نام ہے۔ پہلے یہ شرق الہند اور ولندیزی شرق الہند کے نام سے مشہور تھا۔ ان جزائر کو انڈونیشیا کا نام سب سے پہلے ایک جرمن ماہر نسلیات پروفیسر اے۔ باسٹن نے ۱۸۸۴ء میں دیا تھا۔ لیکن ولندیزی حکمرانوں نے اس کا نام ولندیزی شرق الہند رکھا تھا اس لیے باسٹن کا رکھا ہوا نام عام نہ ہو سکا۔ جب انڈونیشیا میں قومی تحریک شروع ہوئی اور انڈونیشی طلبا نے ہالینڈ میں بھی اپنی ایک انجمن

تضاد ہے اس سے دوسرے ملکوں کے لوگ بہت کم واقف ہیں۔ پنڈت نہرو ایشیا کی قیادت کا خواب دیکھ رہے ہیں اور اس کی خاطر انسانی اور جمہوری حقوق کا نام لے کر ساری دنیا کے معاملات میں دخل دینا چاہتے ہیں۔ لیکن خود ان کے اپنے ملک میں جہاں ان کی پارٹی برسر حکومت ہے مسلم اقلیت جمہوری و انسانی حقوق سے محروم ہے۔ اور مسلمانوں کی زبان اور ثقافت سے لیکر ان کی جان و مال اور عزت تک کے تحفظ و احترام کے وعدے کبھی شرمندۂ عمل نہیں ہوتے۔ تقسیم ہند کے دوران میں اور اس کے بعد تقریباً تین سال تک بھارت میں قتل و غارت گری کا جو سلسلہ جاری رہا اس کو تو بھارتی لیڈروں نے مشتعل جذبات کا نتیجہ قرار دے کر اپنے دامن سے یہ داغ دھونے کی کوشش کی۔ لیکن ۱۹۵۰ء میں اقلیتوں کی حفاظت کے لیے لیاقت نہرو معاہدہ ہو جانے کے بعد بھی خود یہ معاہدہ کرنے والے پنڈت نہرو کی حکومت میں یہ سلسلہ بدستور جاری رہا اور گذشتہ دس سال کے عرصہ میں بھارت میں پانچ سو سے زیادہ بڑے فسادات ہوئے۔ جن میں منظم طور پر مسلمانوں کو طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا گیا اور حکومت کا دامن فرقہ پرستی کی آلائش سے پاک نہ رہ سکا۔ یہ وہ حقیقت حال ہے جس کی عالمگیر تشہیر اور تمام فسادات کی مکمل رپورٹ کی اشاعت پنڈت نہرو اور ان کی لادینی حکومت کو اصلی رنگ میں پیش کر سکتی ہے۔ تمام سیاسی رکاوٹوں کے باوجود جنوبی افریقہ میں نسلی امتیاز کا مسئلہ اقوام عالم کے سامنے لایا گیا اور اس غیر انسانی سلوک کو ختم کرنے کا مطالبہ روز افزوں شدّت اختیار کر رہا ہے۔ بھارت کے مسلمانوں کا مسئلہ تقریباً اسی نوعیت کا اور اس سے بھی زیادہ انسانیت سوز ہے اور اس کو جلد از جلد اقوام متحدہ میں پیش کرنا اور اس کے انسداد کے لیے وسیع پیمانے پر ہمہ گیر جدوجہد کرنا نہایت ضروری ہے۔

تعداد میں رہ گئے جو اب جزیرۂ بالی میں آباد ہیں۔ پرتگالیوں اور ولندیزیوں نے اپنے دورِ اقتدار میں عیسائیت کی اشاعت کی۔ چنانچہ سلاویسی، امبون اور تیمور کے مختلف حصوں میں عیسائی نو آبادیاں قائم ہیں۔ مظاہر پرست نیم وحشی باشندے ہیں جو بورنیو، نیوگنی اور چند دوسرے جزائر کے اندرونی حصوں میں رہتے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد رفتہ رفتہ کم ہوتی جا رہی ہے۔

معاشرت | انڈونیشی جزائر میں مختلف نسلوں اور ملکوں کے باشندے آئے اور آباد ہوئے۔ پہلے آسٹریلیا، ملایا، چین، فلپائن سے مختلف نسلوں کے باشندے آئے پھر ہندو بھی آنے لگے۔ اور ان کے بعد عرب اور جنوب مغربی ہندوستان سے مسلمان آئے۔ یہ سب انڈونیشیا کی تہذیب، ثقافت، رسوم و رواج اور زبان پر اثر انداز ہوئے۔ اور اپنا مذہب پھیلایا۔ پھر آخر میں فرنگی تاجر آئے اور ولندیزیوں کی حکومت قائم ہوگئی جو تین صدیوں سے زیادہ اس ملک کی تہذیب و تمدن کو متاثر کرتی رہی۔ ان مختلف اثرات کے تحت انڈونیشیا میں مختلف تہذیبوں کے نمونے پائے جاتے ہیں۔ نیوگنی، بورنیو اور بعض دوسرے جزائر کے اندرونی علاقوں میں ایسے آدم خور وحشی بھی ہیں جو غاروں میں رہتے اور برہنہ پھرتے ہیں اور ان کے برعکس جاوا اور سماترہ کے بڑے شہروں میں نہایت مہذب اور ترقی یافتہ لوگ بھی موجود ہیں۔ نہ صرف مختلف جزیروں بلکہ ایک جزیرہ کے ساحلی اور اندرونی علاقوں کے باشندوں میں بھی حیرت انگیز فرق پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ماقبل تاریخ زمانہ کے نیم وحشی معاشروں سے لے کر جدید ترین مغربی تہذیب تک معاشرتی و تمدنی ارتقاء کے مختلف مدارج کے نمونے اس ملک میں نظر آتے ہیں۔

زبان | انڈونیشیا کی جغرافی کیفیت اور تاریخی ارتقاء نے اس ملک کے مختلف علاقوں میں انتہائی تضاد پیدا کر دیا ہے۔ اور اس کا اثر تہذیب و تمدن اور معاشرت کے دوسرے شعبوں کی طرح زبان پر بھی پڑا ہے۔ چنانچہ انڈونیشیا میں ۲۵۰ کے قریب زبانیں اور بولیاں بولی جاتی ہیں۔ ان میں ملایائی اور جاوی اہم ترین زبانیں ہیں۔ جاوی ملک کے باشندوں کی اکثریت کی زبان ہے لیکن صرف جاوا تک محدود ہے۔ اس کے برعکس ملایائی زبان ملک کے تمام حصوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس بنا پر قومی اتحاد پیدا کرنے کے لیے جب ایک زبان کو اختیار کرنا ضروری سمجھا گیا تو ملایائی کو انڈونیشی زبان کا نام دے کر قومی زبان بنا لیا گیا اور اسی حیثیت سے اس کو ترقی دی گئی۔ ان دو زبانوں کے علاوہ سونڈانی، مادورائی، آچیائی، کباؤنی، بوگینی، توروجائی اور بنجرماسینی بھی اس ملک کی علاقائی زبانیں ہیں۔ اور ان کا اپنا الگ رسم الخط بھی ہے۔ دوسری زبانوں کی حیثیت زیادہ تر مقامی بولیوں جیسی ہے۔ پہلے ملایائی زبان عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی۔ لیکن ولندیزیوں نے اس کو لاطینی

قائم کر لی تو انہوں نے ولندیزی شرق الہند کو سامرجیوں کا رکھا ہوا نام قرار دے کر اپنے ملک کو انڈونیشیا کہنا شروع کیا۔ چنانچہ ۱۹۲۱ء میں انڈونیشی طلباء نے اپنی انجمن کا نام انڈونیشی مجلس رکھا اور اپنے ملک کو انڈونیشیا کہنے کی قرارداد منظور کی۔ اس کے بعد محبان وطن اس ملک کو انڈونیشیا کہنے لگے۔ اور ۱۹۲۸ء میں جب انقلاب پسند نوجوانوں نے ایک ملک، ایک قوم اور ایک زبان کا نعرہ بلند کیا تو اپنے ملک کا انڈونیشیا کہنے کے لیے وسیع پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ ولندیزیوں نے اس کی شدید مخالفت کی۔ لیکن دوسری عالمی جنگ کے دوران میں جب جاپانیوں نے اس ملک پر قبضہ کر لیا تو اہل ملک کو خوش کرنے کے لیے اسے انڈونیشیا کہنا شروع کیا۔ اور آخر کار اگست ۱۹۴۵ء میں جب آزادی کا اعلان کیا گیا تو سرکاری طور پر ملک کا نام انڈونیشیا رکھا گیا۔

رقبہ اور آبادی | انڈونیشیا کا مجموعی رقبہ ۳۰۰۰۰۰ مربع میل ہے، اور آبادی ۸ کروڑ کے قریب ہے۔ رقبے کا بہت بڑا حصہ ساترہ، جاوا، بورنیو اور سلاویسی پر مشتمل ہے۔ رقبے کے اعتبار سے ایک بہت علاقہ ایریان یا نیوگینی ہے جو اب تک ولندیزیوں کے قبضے میں ہے۔ ۸ کروڑ آبادی میں سے صرف جزیرۂ جاوا کی آبادی ۵ کروڑ سے زیادہ ہے۔ اور ساترہ کی آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے۔ باقی ماندہ جزائر کی آبادی بہت کم ہے۔ اور یہاں جاوا کی آبادی کو منتقل کرنے کی بڑی گنجائش ہے۔ یہ منتقلی اس لیے ضروری ہے کہ جاوا میں آبادی کی کثرت ایک پریشان کن مسئلہ بن گئی ہے۔ اور دوسرے جزائر میں آبادی کی قلت دشواریاں پیدا کر رہی ہے۔

باشندے | انڈونیشیا میں کئی نسلوں کے باشندے آباد ہیں جن میں زیادہ تعداد ملایائی، جاوی اور پاپوائی نسلوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اندرونی علاقوں میں زنگی اور آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کی نسل کے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جن میں بونے بھی شامل ہیں۔ ماقبل تاریخ زمانہ میں تو ان جزائر میں صرف پست قد کے سیاہ فام وحشی آباد تھے۔ پھر رفتہ رفتہ دوسری نسلوں کے باشندے آنے لگے۔ اور آخر کار ملایائی نسل کے باشندے تمام جزائر میں پھیل گئے۔ نئے آنے والے قدرتی طور پر پہلے ساحلی علاقوں میں آباد ہوئے اور یہاں ان کی بستیاں قائم ہو گئیں۔ اور پھر ملایائی نسل نے اتنی ترقی کی اور اس قدر پھیلی کہ آج انڈونیشی جزائر میں بڑی تعداد اسی نسل کے باشندوں کی ہے۔

مذہب | انڈونیشیا میں مسلمان بہت بڑی اکثریت میں ہیں۔ ۸ کروڑ آبادی میں ۱/۲ ۷ کروڑ مسلمان ہیں اور ۴۵ لاکھ کے قریب دوسرے مذاہب کے پیرو اور مظاہر پرست ہیں۔ ایک ہزار سال پہلے اس ملک کے باشندے بدھ مت اور ہندو مت کے پیرو تھے۔ پھر رفتہ رفتہ یہاں اسلام پھیل گیا اور ہندو بہت ہی تھوڑی

ہے۔ اس کی پیداوار میں زیادہ اہم ربر، گرم مسالے، چاول، جوار، آلو، سویابین، مونگ پھلی، چائے، تمباکو، کافی، کوکو، ناریل، سپاری، نے شکر، روئی۔ اور سنکونا کی چھال ہیں۔ عمارتی لکڑی بھی بکثرت پائی جاتی ہے۔ آبادی کی بہت بڑی اکثریت کا پیشہ زراعت، گلہ بانی اور ماہی گیری ہے۔ انڈونیشی کاشتکار چھوٹے چھوٹے کھیتوں پر دقیانوسی طریقوں سے کاشت کرتے ہیں اور افلاس زدہ ہیں۔ ولندیزیوں نے بڑے بڑے فارم اور پلانٹیشن قائم کیے تھے اور ان سے کثیر دولت کماتے تھے۔ معدنیات کے اعتبار سے بھی انڈونیشیا بہت دولت مند ہے۔ اور کوئلہ، پٹرول اور قدرتی گیس کے بڑے ذخائر ہیں۔ ان کے علاوہ ٹین، سونا، چاندی اور تانبہ بھی خاص معدنیات ہیں۔ ولندیزیوں نے ان معدنیات سے بھی خود ہی فائدہ اٹھایا اور صنعت و تجارت پر بھی وہی قابض رہے۔ اس طرح انڈونیشیا کی دولت سے خود انڈونیشی محروم رہے اور ان کے قائم کردہ معاشی نظام نے ملک کی اقتصادی حالت کو کچھ اس طرح بگاڑ دیا تھا کہ اتنی کثیر قدرتی دولت کا مالک ہونے کے بعد بھی یہ ملک اپنی اقتصادی حالت کو اب تک درست نہ کر سکا۔ چنانچہ کمیونسٹ اور دوسرے تخریب پسند عناصر اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور معاشی نظام کی کمزوری سیاسی استحکام میں بھی دشواریاں پیدا کرتی ہے۔

تاریخ | انڈونیشیا میں تاریخ نویسی کی ابتدا مسلمانوں کے عہد میں ہوئی اور اس سے قبل مختلف زمانوں کی تاریخ کے ماخذ بعض قدیم آثار اور چند ایسی داستانوں تک محدود ہیں جو سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی آئی ہیں۔ ان آثار و روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ملایائی باشندوں کے بعد سنہ عیسوی کے آغاز میں ہندوستانی آباد کار انڈونیشیا آنے لگے۔ یہاں انہوں نے ہندو مذہب پھیلایا اور ہندو تہذیب کو ترقی دی اور چند صدیوں کے بعد ان کی حکومتیں بھی قائم ہوگئیں۔ بارہویں صدی میں اسلام کی اشاعت شروع کی گئی اور اس میں اتنی کامیابی ہوئی کہ آج انڈونیشیا میں ۹۰ فی صد آبادی مسلمان ہے۔ اسلام نہ صرف ہندو مذہب پر غالب آیا بلکہ مسلمانوں نے بڑی بڑی سلطنتیں بھی قائم کرلیں۔ لیکن مسلمانوں کے عہد حکومت میں بھی غیر ملکی تاجروں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ جس طرح پہلے چینی، ہندی اور عرب آئے تھے اسی طرح مسلمانوں کے عہد میں فرنگی آئے اور آخر کار ولندیزیوں نے اس ملک پر اپنا اقتدار قائم کرلیا۔ اگرچہ ولندیزیوں کی مقاومت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا تاہم ان کو پوری بالادستی حاصل تھی اور وہ تین سو برس تک حاکم بنے رہے۔ دوسری عالمی جنگ نے ولندیزی اقتدار پر کاری ضرب لگائی اور آخر کار ۱۹۴۵ء میں انڈونیشیا نے آزادی کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد آزادی کی جنگ شروع ہوئی جس میں

رسم الخط سے بدل دیا جو اب تک جاری ہے۔ لیکن اہل ملک کا یہ مطالبہ ہے کہ عربی رسم الخط پھر اختیار کیا جائے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ ولندیزیوں نے اپنے سامراجی مقاصد کے لیے رسم الخط بدل دیا تھا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ اس دینی اور علمی خزانہ اور ثقافتی ورثہ سے محروم ہوگیا جو عربی رسم الخط میں موجود تھا۔ اور اب اس سے استفادہ کے لیے پھر عربی رسم الخط اختیار کرنا ضروری ہے۔ ولندیزیوں کے زمانہ میں بھی دینی مدارس نے عربی رسم الخط کو جاری رکھا تھا اور اب اس ملک کی تمام اسلام پسند جماعتیں پھر اس کو اختیار کر لینے کی جدوجہد کر رہی ہیں۔

آب و ہوا انڈونیشیا بہت گرم منطقہ میں واقع ہے۔ اور خط استوا متعدد جزائر میں سے گزرتا ہے۔ چنانچہ اس ملک میں نہ تو سردی ہوتی ہے اور نہ بہار یا خزاں کا موسم آتا ہے۔ صرف گرمی کا موسم رہتا ہے جس میں کبھی بارش ہوتی ہے اور کبھی خشکی رہتی ہے۔ کہیں سخت گرمی ہوتی ہے۔ کہیں آب و ہوا گرم اور مرطوب ہے اور کہیں سمندر کی قربت اور پہاڑوں کے بلند سلسلوں کی وجہ سے موسم خوشگوار ہوتا ہے۔ بعض جزائر تو بالکل بنجر اور ویران ہیں۔ لیکن اکثر جزیرے بڑے زرخیز اور شاداب ہیں اور ان کی سرسبزی و شادابی موسم پر بھی اچھا اثر ڈالتی ہے۔ اسی طرح انڈونیشیا میں گرمی کا موسم بھی مختلف مدارج اور مختلف کیفیتوں میں پایا جاتا ہے۔

آتش فشاں پہاڑی سلسلے انڈونیشی جزائر میں آتش فشاں پہاڑوں کے زبردست سلسلے ہیں۔ جو نہ صرف ایک جزیرہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلے گئے ہیں بلکہ ان کا سلسلہ متعدد جزائر میں قائم ہے۔ چنانچہ جزائر مالوکا سے سماترا تک یہی کیفیت پائی جاتی ہے۔ ان میں کچھ سلسلے بہت بڑے ہیں اور ان کی بلند چوٹیاں ہیں۔ بہت سے آتش فشاں اب بھی لاوا اگلتے ہیں۔ اکثر جزیروں پر لاوا کی تہ چڑھی ہوئی ہے۔ اور یہ زرعی اور معدنی دولت سے مالا مال ہیں۔ انڈونیشیا کے جزائر اپنی قدرتی دولت کے لیے قدیم زمانہ سے مشہور ہیں۔ اور اسی دولت کو حاصل کرنے کے لیے مختلف قوموں کے باشندوں نے اس کو اپنا وطن بنایا اور مختلف ملکوں کے تاجر تمام خطرات کا مقابلہ کر کے یہاں پہنچتے تھے۔ یورپ میں یہ جزائر سونے اور گرم مسالوں کی سرزمین کے نام سے مشہور تھے اور انہی کی اجارہ کے لیے فرنگی تاجروں نے اس ملک کے مختلف علاقوں پر اپنا اقتدار قائم کرنے کی کوشش کی جس کا آخری نتیجہ ولندیزیوں کی حکومت کی شکل میں نکلا اور اہل انڈونیشیا تین صدیوں تک غلام بنے رہے۔

پیداوار اور معدنیات انڈونیشیا زرعی پیداوار اور معدنیات کے اعتبار سے بہت اہم ملک

زرخیز جزیرہ ہے۔ اس کا رقبہ تو پورے ملک کا صرف ۷ فی صد ہے لیکن اس کی آبادی پورے ملک کی آبادی کی ۷۰ فی صدی ہے۔ جاوا کے ۴۸۵۰۰ مربع میل رقبے میں ۵ کروڑ ۲۰ لاکھ انسان آباد ہیں جو جاوی، ملایائی اور سونڈانی نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مغربی ساحل سے مشرقی ساحل تک اور وسط میں پہاڑی سلسلے ہیں جن میں کئی آتش فشاں چوٹیاں ہیں۔ مشرق میں لاوے سے بنا ہوا میدان ہے۔ اس کے علاوہ وسطی اور مغربی میدان بھی ہیں جہاں بڑی گنجان آبادی ہے۔ اور میدانی علاقے نہایت زرخیز ہیں۔ چنانچہ پورے رقبے کا ۶۰ فی صد حصہ زیر کاشت ہے۔ ۹۰ فی صد آبادی زراعت پیشہ ہے اور دیہاتوں میں رہتی ہے۔ چاول کی کاشت سب سے زیادہ ہوتی ہے اور آبپاشی کا انتظام بہت اچھا ہے۔ جاوا کی آب و ہوا گرم ہے اور بارش زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ جزیرہ نہایت سرسبز و شاداب ہے اور جنگلوں میں اعلیٰ قسم کی لکڑی کی افراط ہے۔ چاول کے علاوہ کپاس، ربر، نے شکر، تمباکو، چائے، کوکو، سنکونا، ناریل، گرم مسالے اور میوے جاوا کی خاص پیداوار ہیں۔

جاوا انڈونیشیا کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ حصہ ہے۔ یہ سیاست، تجارت، صنعت و حرفت، اور تعلیم و ثقافت کا مرکز ہے۔ بڑے بڑے شہر ہیں اور عمدہ سڑکیں اور ریلیں ہیں۔ اور جدید تہذیب کی سہولتوں سے یہ جزیرہ سب سے زیادہ فیض یاب ہوا ہے۔ جاوا میں سب سے بڑا اور اہم ترین شہر جکارتا ہے جو جمہوریہ انڈونیشیا کا دارالحکومت ہے۔ اس کو ولندیزیوں نے آباد کر کے بٹاویا نام رکھا تھا لیکن آزادی کے بعد جکارتا کے نام سے مشہور ہوا۔ ولندیزیوں نے اس شہر کو خوب ترقی دی اور اب بھی یہ شہر نہ صرف سیاست و تجارت بلکہ علم و ثقافت کا بھی مرکز ہے۔ جاوا کا دوسرا بڑا شہر باندونگ ہے جو اپنے حسن و دلکشی کے لیے مشہور ہے۔ سوپابایا اور سمارانگ مشہور بندرگاہ اور بہت بڑے تجارتی مرکز ہیں۔ جنوب میں مالانگ اور شمال میں بوگر خوشگوار آب و ہوا اور دلکش مناظر کے لیے مشہور ہیں۔ جوگجا کارتا اور سولو یا سوراکارتا اہم ترین تاریخی شہر ہیں جو قومی تحریک اور جنگ آزادی کے بھی مرکز تھے۔ اور بانتن جاوا کا ایک مشہور روحانی مرکز ہے۔ جنوب مشرقی ساحل پر گریسک ہے جو اس جزیرہ میں اسلام کی اشاعت کا پہلا مرکز تھا۔

مادورا جاوا سے متصل جزیرہ مادورا ہے۔ جسے جاوا کا ہی ایک حصہ کہنا چاہیے۔ مادورا کا رقبہ ۲۷۴۵ مربع میل اور آبادی ۲۰ لاکھ ہے۔ آب و ہوا مشرقی جاوا جیسی ہے۔ چاول، جوار، کافی، کوکو، ناریل اور میوے خاص پیداوار ہیں۔ اکثریت کا پیشہ زراعت ہے اس کے بعد گلہ بانی اور ماہی گیری کرنے والوں

انڈونیشی کامیاب ہوئے۔ اور دسمبر ۱۹۴۹ء میں جمہوریۂ انڈونیشیا مقتدر اعلیٰ مملکت بن گیا۔

سیاسی اتحاد

تضاد انڈونیشیا کی ایک نمایاں ترین خصوصیت ہے جو زندگی کے تقریباً تمام اہم شعبوں میں نظر آتا ہے۔ اور مختلف جزیروں اور علاقوں میں علاحدگی پیدا کرنے والے عناصر اور رجحانات قومی اور سیاسی اتحاد قائم کرنے والے عناصر سے زیادہ قوی ہیں۔ مختلف جزائر کے محل وقوع مخصوص حالات، معاشی مفادات، تہذیب و ثقافت اور تاریخی ارتقاء نے ان کو جداگانہ سیاسی وحدتیں بنا دیا تھا اور اب ان تمام وحدتوں کو ایک متحدہ قومی مملکت کی شکل میں مربوط کر دیا گیا ہے۔ لیکن مرکز گریز طاقتیں اور تضاد پیدا کرنے والے عناصر اس قدر قوی ہیں کہ متحدہ مملکت کے قیام کے بعد بھی مختلف جزائر میں بغاوتوں کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ علاحدگی پسند اور مرکز گریز طاقتوں کے مقابلے میں انڈونیشیا میں اتحاد پیدا کرنے کا سب سے بڑا اور موثر ذریعہ جو تمام جزائر میں مشترک ہے اسلام کی وحدت آفریں طاقت ہے اور اس سے کام لینے کی پوری کوشش بھی کی گئی ہے۔ چنانچہ انڈونیشی تحریک آزادی کے دورِ اول کے رہنماؤں نے ایک ملک گیر اسلامی تنظیم شرکت اسلام قائم کر کے اسلام ہی کو ملک میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا اور اعلانِ آزادی کے بعد انڈونیشیا کے دانش مند اور حقیقت شناس زعماء نے اسی بنیاد پر اس ملک کی عظیم ترین سیاسی جماعت مجلس شوریٰ مسلمی انڈونیشیا (ماشومی) قائم کی اور اس تنظیم کے رہنماؤں نے تمام منتشر جزائر اور علاحدگی پسند طاقتوں کو ایک رشتہ میں منسلک کر کے متحدہ جمہوری مملکت کے قیام کی راہ ہموار کر دی۔ یہ متحدہ مملکت ابھی ابتدائی حالت میں ہے اور اس کی ترقی و استحکام اور اس کے مستقبل کا انحصار اس بات پر ہے کہ انڈونیشیا کے با اقتدار رہنماؤں کے نظریات اسلام سے متصادم نہ ہوں بلکہ اس سے پوری ہم آہنگی پیدا کر کے اس نوخیز مملکت کی بنیادوں کو مستحکم بنائیں۔

بڑے اور اہم جزیرے

آزادی ملنے کے بعد جب انڈونیشیا کے تمام جزائر پر مشتمل ایک متحدہ مملکت قائم کی گئی ہے تو پورے ملک کو انتظامی اعتبار سے دس صوبوں میں تقسیم کیا گیا جو وحدانی نظامِ حکومت سے منسلک ہیں۔ یہ تقسیم آبادی کا لحاظ رکھ کر کی گئی ہے اس لیے جاوا اور سماترہ میں کئی صوبے بن گئے ہیں۔ ورنہ قدرتی طور پر یہ ملک چند بڑے جزیروں اور چھوٹے جزائر کے چند مجموعوں میں منقسم ہے ان بڑے جزیروں اور چھوٹے جزائر کے مجموعوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جاوا

جمہوریۂ انڈونیشیا میں جاوا کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ یہ سب سے اہم اور سب سے زیادہ آباد

اور مرطوب ہے اور بیشتر علاقے نہایت سرسبز و شاداب ہیں۔ مغربی حصے میں اونچے پہاڑوں کا سلسلہ ہے جن میں ایک سو کے قریب آتش فشاں چوٹیاں ہیں۔ ان پہاڑوں سے کئی دریا نکلتے ہیں جو مشرقی میدانوں کو سیراب کرتے ہیں۔ باشندوں کی اکثریت زراعت پیشہ ہے۔ اور چاول بہ افراط پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ربر، چائے کافی، تمباکو، گرم مسالے، کپاس، نے شکر، ناریل، ساگودانہ، مونگ پھلی، سپاری، لونگ اور گمبیر اس جزیرہ کی خاص پیداوار ہیں۔ اور معدنیات میں کوئلہ، پٹرول، ٹین، سونا، چاندی، تانبہ، گندھک، سرمہ، سنگ مرمر اور رنگین پتھر زیادہ اہم ہیں۔ سماترہ کے گھوڑے اور دوسرے مویشی بھی بہت اعلیٰ قسم کے ہوتے ہیں۔

سماترہ کا سب سے بڑا شہر میڈان ہے جو شمال مشرق میں واقع ہے۔ اور ربر، چائے، تمباکو، گرم مسالے اور ناریل کی تجارت کا بہت بڑا مرکز ہے۔ یہاں پٹرول صاف کرنے کا ایک کارخانہ بھی ہے۔ میڈان خوبصورت شہر ہے اور اس کے اطراف میں قدرتی مناظر بڑے دلفریب ہیں۔ اس شہر سے قریب ہی سماترہ کی مشہور تفریح گاہ جھیل طوبا ہے جو خوشگوار آب و ہوا اور دلکش مناظر کے لیے مشہور ہے۔ میڈان کے شمال میں آچیہ کا مشہور تاریخی شہر ہے جو مسلمانوں کی حکومت کا بڑا مرکز رہا ہے۔ مغربی سماترہ میں بکی تنگی اور پاڈانگ دو مشہور شہر ہیں۔ اور مشرق میں پالم بانگ ہے جو سماترہ کا دوسرا بڑا شہر اور تجارتی مرکز ہے۔

بنکا سماترہ کے مشرقی ساحل سے متصل جزیرۂ بنکا ہے جو کئی اعتبار سے سماترہ ہی کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا رقبہ ۴۴۰۰ مربع میل اور آبادی ۳ لاکھ ہے۔ بنکا کی زمین خشک اور پتھریلی ہے۔ آب و ہوا گرم و مرطوب ہے اور بارش بہت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس جزیرہ میں بڑے گھنے جنگل ہیں جن کو صاف کرکے کھیت بنائے جاتے ہیں۔ زراعت، ماہی گیری اور کان کنی باشندوں کے اہم پیشے ہیں۔ چاول، گرم مسالے، چائے، قہوہ، اور ساگودانہ خاص پیداوار ہیں۔ اس جزیرہ کی سب سے اہم پیداوار ٹین ہے جو بہت اعلیٰ قسم کی اور بکثرت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ دنیا میں ٹین کی سب سے زیادہ پیداوار والے علاقوں میں شامل ہے۔ ٹین کی کان کنی حکومت کے زیر انتظام ہے۔ اور اس صنعت کو بڑی ترقی دی گئی ہے۔ جزیرہ کا صدر مقام پنگ کل پنانگ اور خاص بندرگاہ منتوک ہے۔

سماترہ کی سلطنت پالم بانگ کے سلطان نے ۱۸۱۲ء میں جزیرۂ بنکا انگریزوں کے حوالے کیا تھا۔ اور انہوں نے ۱۸۱۴ء میں کوچین کے بدلے میں یہ ولندیزیوں کو دیدیا۔ ۱۹۴۲ء میں جاپانیوں نے قبضہ کرلیا تھا اور ان کی شکست کے بعد یہ پھر ولندیزیوں کو مل گیا تھا۔ لیکن آخر کار جنگِ آزادی کے خاتمہ پر جمہوریۂ انڈونیشیا میں شامل ہوگیا۔

کی تعداد ہے۔ گھنے جنگل ہیں جہاں عمدہ قسم کی لکڑی ہوتی ہے۔ اب پٹرول بھی نکالا جاتا ہے۔ اس جزیرہ میں قدیم ہندو دور کے آثار بکثرت پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں کے سب باشندے مسلمان ہیں۔ اس کا اہم شہر بنکولن ہے جو جاوا کے قدیم شہر گریسیک کے بالمقابل آباد ہے۔ اس جزیرہ میں ولندیزی سترھویں صدی کے آخر میں آئے تھے اور رفتہ رفتہ سلطان کے اختیارات سلب کر کے اپنا قبضہ جما لیا۔ ۱۹۴۲ء میں جاپان نے اس جزیرہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ اعلانِ آزادی کے بعد جمہوریہ میں شامل ہوا اور جنگِ آزادی میں نمایاں حصہ لیا۔

سماٹرہ

جاوا کے بعد انڈونیشیا کا اہم ترین جزیرہ سماٹرہ ہے جس کا رقبہ ۱۶۷۴۸۰ مربع میل اور آبادی ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ہے۔ رقبے کے اعتبار سے یہ جزیرہ ہالینڈ کا تیرہ گنا ہے۔ جاوا کے بعد سب سے زیادہ ترقی یافتہ جزیرہ سماٹرہ ہے۔ اور تاریخ میں اس کو غیر معمولی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس جزیرہ کے باشندے بہت راسخ العقیدہ مسلمان ہیں۔ انڈونیشیا میں اس جزیرہ سے اسلام کی اشاعت شروع ہوئی تھی اور اصلاح و تجدید کی تحریکوں میں بھی یہ علاقہ پیش پیش رہا۔ علم و فضل کے اعتبار سے سماٹرہ کو دوسرے جزیروں پر فضیلت حاصل ہے۔ اور مختلف تحریکوں کی قیادت میں سماٹری رہنماؤں کو ہمیشہ امتیاز حاصل رہا۔ چنانچہ موجودہ دور کی تحریک آزادی میں بھی سوکارنو کے سوا دوسرے ممتاز رہنماؤں کا تعلق زیادہ تر سماٹرہ ہی سے ہے جن میں حتا، شہریر، ناصر، شریف الدین اور ملاکا بھی شامل ہیں۔

ساتویں صدی میں ہندو آباد کار سماٹرہ آنے لگے تھے اور انہوں نے رفتہ رفتہ اپنی سلطنتیں بھی قائم کر لیں۔ بارہویں صدی میں یہاں اسلام کی اشاعت ہونے لگی اور تیرھویں صدی میں عربوں نے کئی ریاستوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر مسلمانوں کی بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہوئیں۔ سولہویں صدی میں فرنگی تاجر آئے۔ اور آخر کار ولندیزی اقتدار قائم ہو گیا۔ جو تین صدیوں تک برقرار رہا۔ لیکن اس دوران میں بھی آچیہ کی سلطنت آزادی کے لیے برابر جد و جہد کرتی رہی جو بیسویں صدی کے آغاز میں ختم ہوئی۔ قدیم زمانے میں اور پھر ولندیزی دور میں یہاں چینی تاجر بھی بہت آئے۔ چنانچہ اس جزیرہ کے باشندوں میں ملایائی اور عربوں کے علاوہ چینی اور یورپی بھی ہیں۔ اور اندرونی علاقوں میں کچھ نیم وحشی قبائل بھی آباد ہیں۔

خطِ استوا سماٹرہ کے درمیان سے گذرتا ہے۔ اور بارش بہت ہوتی ہے۔ چنانچہ آب و ہوا گرم

جاتے ہیں۔ دوسرے خاندان کا سردار اور اس کے رشتہ دار جن کا درجہ گاؤں کے سردار کے بعد ہوتا ہے اور تیسرے جنگی قیدی اور ان کی اولاد جن کو ادنیٰ ترین طبقہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ ہر خاندان سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے مکان ایک ہی سلسلہ میں ہوتے ہیں۔ اور تمام خاندانوں کے سردار مل کر گاؤں کے سردار کا انتخاب کرتے ہیں۔ ہر گاؤں خود مختار ہوتا ہے لیکن اہم معاملات میں قریب قریب کے گاؤں آپس میں مشورہ کر لیتے ہیں۔ کئی گاؤں کے سردار مل کر ایک مشترکہ سردار منتخب کرتے ہیں۔ جو پنگولو کہلاتا ہے۔ اس کی حیثیت ان تمام بستیوں کے نمائندہ کی ہوتی ہے اور حکومت اس کو سرکاری عہدہ دار کی حیثیت دے کر اس کے توسط سے اس علاقہ کے قبائل سے ربط قائم رکھتی ہے۔

<u>برطانوی مقبوضات</u> سیاسی طور پر بورنیو چار حصوں میں منقسم ہے۔ (۱) شمالی بورنیو جو برطانوی محمیہ ہے (۲) برونی جہاں برطانوی اقتدار کے تحت سلطان کی حکومت ہے (۳) سراوک جو برطانوی تاج کی نوآبادی ہے۔ اور (۴) انڈونیشی بورنیو یا کالی منتان جو اس جزیرہ کے بہت بڑے حصے پر مشتمل ہے۔

شمالی بورنیو کا رقبہ ۳۱ ہزار مربع میل اور آبادی ۴ لاکھ ہے۔ اور یہ علاقہ ۱۸۸۱ء میں برطانیہ کے زیر حفاظت آیا تھا۔ ایک انگریزی تجارتی کمپنی نے برونی کے سلطان کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ یہ علاقہ اس کے تفویض کر دے اور سلطان نے اس پر عمل کیا۔ ایک محب وطن رہنما محمد صالح نے مقاومت کی تحریک شروع کر دی جو ۱۹۰۰ء تک جاری رہی۔ لیکن محمد صالح کو شکست ہوئی اور انگریزوں نے اپنی حکومت قائم کر لی۔

برونی کا رقبہ ۲ ہزار مربع میل اور آبادی ۵۰ ہزار کے قریب ہے۔ سب باشندے ملایائی اور مسلمان ہیں۔ دستوری طور پر یہاں کا حاکم ایک سلطان ہے لیکن وہ عملاً انگریز ریزیڈنٹ کا تابع ہے اس ریاست کا مستقر دارالسلام ہے۔ اور تیل اور ربر خاص پیداوار ہیں۔ یہاں پٹرول صاف کرنے کا ایک بڑا کارخانہ بھی ہے۔ اس علاقہ پر مسلمانوں کی حکومت پندرہویں صدی میں شروع ہوئی اور انیسویں صدی میں انگریزی تسلط قائم ہوا۔

سراوک کا رقبہ ۵۰ ہزار مربع میل اور آبادی چھ لاکھ ہے۔ باشندے ملایائی اور مسلمان ہیں۔ پہلے یہ علاقہ بھی برونی کے سلطان کی حکومت میں شامل تھا۔ ۱۸۴۱ء میں بغاوت ہوئی اور ایک انگریز بروک نے سلطان کی مدد کی۔ جس کے صلہ میں سلطان نے اس کو راجہ بنا دیا۔ ۱۸۶۳ء میں انگریزوں نے سراوک

بلیتون ساترہ کے قریبی جزائر میں بنکا اور بورنیو کے درمیان جزیرۂ بلیتون واقع ہے جس کا رقبہ ۱۸۶۰ مربع میل اور آبادی ۷۵ ہزار ہے۔ بلیتون سے ملحق ۱۳۵ چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں جن کا مجموعی رقبہ صرف ۹۵ مربع میل ہے۔ ان تمام جزائر کی آب و ہوا گرم اور مرطوب ہے۔ اور بارش زیادہ ہوتی ہے۔ بلیتون کے باشندوں کا عام پیشہ زراعت ہے۔ اور دوسرے جزائر میں ماہی گیر آباد ہیں۔ بلیتون کے وسط میں تان یم کا پہاڑی سلسلہ ہے جس میں ٹین کی بڑی بڑی کانیں ہیں۔ اور ان ذخائر کی وجہ سے جزیرہ کی اہمیت ہے۔ بنکا کی طرح اس جزیرہ میں بھی کان کنی کا انتظام ہے۔ جزیرہ کا مستقر اور بندرگاہ تن یونگ پانڈان ہے۔

پالم بانگ کے سلطان نے یہ جزیرہ بھی ۱۸۱۲ء میں انگریزوں کو دیا تھا اور ۱۸۲۴ء میں اس پر ولندیزیوں کا قبضہ ہوا۔ ۱۹۴۲ء میں جاپانیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ آزادی ملنے کے بعد یہ جزائر جمہوریۂ انڈونیشیا میں شامل ہو گئے۔

بورنیو (کالیمنتان)

انڈونیشیا کا سب سے بڑا جزیرہ بورنیو ہے جس کو انڈونیشی کالی منتان کہتے ہیں۔ اس کا رقبہ ۲ لاکھ ۹۳ ہزار مربع میل ہے جو انگلستان اور ویلز کے مجموعی رقبے کا پانچ گنا ہے۔ لیکن آبادی صرف ۳۵ لاکھ ہے۔ بورنیو کے باشندے ملی جلی نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان میں ملایائی اور چینی زیادہ ہیں۔ بورنیو کے باشندے دو بڑے حصوں میں منقسم ہیں۔ لاؤت اور ڈیاک۔ لاؤت کے لفظی معنی ہیں سمندری لوگ۔ اور یہ نام ملایائی نسل کے باشندوں کو دیا گیا ہے جو زیادہ تر ساحلی علاقوں میں آباد ہیں۔ یہ سب مسلمان ہیں۔ ڈیاک کے لفظی معنی ہیں اندرونی۔ اور یہ نام اندرونی علاقوں میں آباد قدیم باشندوں کو دیا گیا ہے۔ جو نیم وحشی اور مظاہر پرست ہیں۔ ان میں آبان قبائل بھی شامل ہیں۔ جو آدم خور ہیں اور جن کے کئی معاشرتی مسائل کا انحصار انسانوں کے سر کاٹنے پر ہے۔ مثلاً کوئی شخص اس وقت تک شادی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ دشمنوں کے ۲ سر نہ پیش کرے۔ اسی طرح پوجا اور جادو کرنے کے لیے بھی انسانی سروں کا موجود ہونا ضروری ہوتا ہے۔

بورنیو کے نیم وحشی باشندوں میں اب تک قدیم گروہی اور قبائلی نظام قائم ہے۔ اندرونی علاقوں میں ان کے چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں جن کا نظام ذات پات کی تفریق پر مبنی ہے۔ گاؤں کے رہنے والے تین طبقوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک تو گاؤں کا سردار اور اس کے رشتہ دار جو اعلیٰ ترین طبقہ شمار کیے

نے ان علاقوں کو الگ ریاستیں بنا کر جمہوریۂ انڈونیشیا سے علاحدہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن یہ کوشش ناکام رہی اور یہاں کے باشندوں نے آزادی کی جد وجہد میں نمایاں حصہ لیا۔ ۱۹۵۰ء میں جب ولندیزیوں کا قائم کردہ وفاقی نظام ختم کر دیا گیا اور اس کے بجائے وحدانی طرزِ حکومت کا نفاذ ہوا تو بورنیو کی ریاستیں بھی جمہوریۂ انڈونیشیا کی متحدہ مملکت میں شامل ہو گئیں۔

سلاویسی (سیلبیز)

بورنیو کے مشرق میں انڈونیشیا کا چوتھا اہم ترین جزیرہ سلاویسی یا سلیبز ہے۔ جس کی شکل مکڑی کی طرح عجیب وغریب ہے۔ اس جزیرہ سے چھوٹے جزیروں کے چند مجموعے بھی ملحق ہیں اور اس کا مجموعی رقبہ ۷۲،۹۸۶ مربع میل ہے۔ آبادی ۵۰ لاکھ کے قریب ہے جو بوگینی، توآلائی، توراجائی مکاسری، منہاسی اور گرونتالی باشندوں پر مشتمل ہے۔ اکثریت مسلمانوں کی ہے اور بوگینی بڑے راسخ العقیدہ اور علم وادب کے دلدادہ مسلمان ہیں۔ اس جزیرہ میں عیسائیوں کی تعداد بھی کافی ہے جو پرتگالیوں اور ولندیزیوں کے زمانۂ حکومت میں بڑھے ہیں۔ اور مینا ودان کا مرکز ہے۔ ان کے علاوہ مظاہر پرست بھی آباد ہیں۔

سلاویسی کے تمام علاقے پہاڑی ہیں۔ اونچے پہاڑوں کے سلسلے وسطی اور جنوبی حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آب وہوا گرم اور مرطوب ہے۔ موسم اور زرخیزی کے اعتبار سے ساحلی علاقے بہتر ہیں اور وہاں زیادہ آبادی ہے۔ تمام اندرونی علاقوں میں بہت گھنے وسیع جنگل ہیں اعلیٰ درجہ کی لکڑی اور مختلف قسم کے حیوانات کی کثرت ہے۔ باشندوں کا خاص پیشہ زراعت اور ماہی گیری ہے۔ چاول، جوار، ناریل، املی، کوکو، کافی، نے شکر، روئی، سنکونا، اور ربر خاص پیداوار ہیں۔ اس جزیرہ میں کوئلہ تانبہ، سونا اور دوسری معدنیات بھی کافی مقدار میں ہیں۔ لیکن یہاں یہ روایت عام ہے کہ کان کنی سے بزرگوں کی روحوں کو تکلیف ہوتی ہے اس لیے معدنیات سے فائدہ نہ اٹھایا جا سکا اور کان کنی کا سلسلہ اب شروع ہوا ہے۔

سلاویسی کا صدر مقام مکاسر ہے۔ جو جنوب مغرب میں واقع ہے۔ یہ ایک بڑا شہر، تجارتی مرکز اور اہم بندرگاہ ہے۔ یہاں پرتگالیوں، ولندیزیوں اور انگریزوں کی تجارتی کوٹھیاں بھی تھیں۔ دوسرا بڑا شہر مینا ودو ہے جو منہاسا کے علاقے میں ہے اور عیسائیت کا قدیم مرکز ہونے کی وجہ سے مشہور

کو برونی سے الگ ریاست تسلیم کر لیا اور یہاں انگریز راجہ حکومت کرنے لگے۔ ۱۹۴۶ء میں راجہ نے یہ علاقہ برطانوی تاج کے حوالے کر دیا۔ اور اس کو تاج کی نوآبادی قرار دے کر گورنر مقرر کیا گیا جس کا مستقر کوچنگ ہے۔ یہاں پیٹرول کافی مقدار میں نکلتا ہے۔ معدنیات میں کوئلہ اور سونا بھی اہم ہیں۔ اور ربڑ، گرم مسالے، ناریل اور کافور خاص پیداوار ہیں۔ برطانیہ کے تحت علاقوں میں پیٹرول بڑی مقدار میں نکلتا ہے اور ان علاقوں پر انگریزی قبضہ برقرار رہنے کا یہی بنیادی سبب ہے۔

کالیمنتان | انڈونیشی بورنیو یا کالی منتان کا رقبہ ۲۱۰۰۰۰ مربع میل ہے اور آبادی ۲۵ لاکھ ہے۔ ملایائی نسل کے باشندے بڑی اکثریت میں ہیں اور یہ سب مسلمان ہیں۔ ابتدا میں ملایائی صرف ساحلی علاقوں میں آباد ہوئے تھے پھر رفتہ رفتہ اندرونی علاقوں میں بھی پھیل گئے۔ جزیرۂ بورنیو کے شمالی حصہ پر سلطان سولو کا اقتدار تھا اور انگریزوں نے اس سے معاہدہ کر کے ان علاقوں پر اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ باقی ماندہ جزیرۂ بانتم کے سلطان کے قبضہ میں تھا اور ولندیزیوں نے اس سے معاہدہ کر کے تجارتی اجارہ داری حاصل کر لی۔ یہ معاہدہ ولندیزیوں کے سیاسی قبضہ کا ذریعہ بن گیا۔ عوام نے اس معاہدہ کے خلاف بغاوت کر دی جس کا سلسلہ تیس سال تک جاری رہا۔ لیکن آخر کار ولندیزی تسلط قائم ہو گیا۔

بورنیو کے تمام علاقے پہاڑی ہیں۔ اور اونچے پہاڑوں کے سلسلے بھی ہیں۔ جن سے کئی دریا نکلتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں بارش بھی بہت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ جزیرہ بہت سرسبز ہے اور گھنے جنگل کثرت سے ہیں۔ جن میں عمدہ قسم کی لکڑی ہوتی ہے۔ کالی منتان کے باشندے زراعت پیشہ ہیں۔ اور بڑے پیمانے پر چاول کی کاشت ہوتی ہے۔ ربڑ کی کاشت کو بھی بہت ترقی دی گئی ہے۔ ان کے علاوہ تمباکو، چائے، سنکونا، گرم مسالے، جوار، ساگودانہ، نے شکر اور مختلف اقسام کے میوے بھی یہاں کی خاص پیداوار ہیں۔ اس علاقے کی معدنیات میں پیٹرول، مختلف اقسام کے ہیرے، سونا، لوہا، تانبہ، کوئلہ، گندھک، اور چٹانی نمک بہت اہم ہیں۔ بورنیو میں حیوانات بھی بکثرت ہیں اور ان کی بعض عجیب و غریب قسمیں ہیں جن میں اورانگ ہوتا یا بن مانس اور اڑنے والی بڑی بڑی چھپکلیاں جو ڈراکو کہلاتی ہیں قابل ذکر ہیں۔

انتظامی طور پر کالی منتان کے دو حصے کیے گئے ہیں۔ جنوبی اور مغربی۔ بنجرماسین کالی منتان کا صدر مقام اور خاص شہر و بندرگاہ ہے اور پونتیاناک مغربی علاقہ کا مستقر ہے۔ ولندیزیوں

کی۔ اور شمالی جزائر پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان جزیروں کے ولندیزیوں کو نیوگینی کا وسیع جزیرہ بھی مل گیا جو سلطان ترناتے کے قبضے میں تھا۔

ہلماہیرا | جزائر مالوکا میں سب سے بڑا جزیرہ ہلماہیرا ہے جو ترناتے گروپ میں شامل ہے۔ اس کا رقبہ ۶۵۰۰ مربع میل اور آبادی لاکھ ہے۔ یہاں کے باشندے ملایائی، پالینیشی اور پاپوائی نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ کچھ عیسائی اور مظاہر پرست بھی ہیں۔ ہلماہیرا سلاویسی سے بہت مشابہ ہے۔ چنانچہ اس کی شکل، آب و ہوا، پیداوار وغیرہ سلاویسی کے مانند ہے۔ اس جزیرہ کی زمین چٹانی ہے۔ اونچے پہاڑوں کے سلسلے ہیں۔ شمال میں کئی آتش فشاں چوٹیاں ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں گھنے جنگل ہیں۔ پرتگالی اور ہسپانوی اس جزیرہ سے خوب واقف تھے اور انہوں نے اس کے گرد سفر کر کے نقشے بنائے تھے۔ ۱۶۶۳ء میں ترناتے کے سلطان کی مدد سے ولندیزی اس جزیرہ میں داخل ہوئے اور اپنا اثر جما لیا۔ شاہی خاندان کے ایک فرد دانو حسن نے ۱۸۰۶ء میں آزادی کے لیے جنگ شروع کی لیکن ناکام ہوا۔ اور جاپانیوں کی آمد تک ولندیزی تسلط قائم رہا۔

ترناتے | شمالی مجموعے کا ایک اہم اور مشہور جزیرہ ترناتے ہے۔ اس کا رقبہ صرف ۲۵ مربع میل اور آبادی ۴۰ ہزار ہے۔ جو ملایائی، عربی اور پاپوائی نسل کے مسلمان ہیں۔ جزیرہ کا صدر مقام ترناتے ہے جو اس پورے گروپ کا بھی انتظامی مرکز ہے۔ اس جزیرہ میں بھی آتش فشاں پہاڑ ہیں جو لاوا برساتے رہتے ہیں۔ ساحلی علاقہ سرسبز و شاداب ہے۔ اور گرم مسالے، چاول، جوار، کافی، ساگو دانہ اور مختلف قسم کے میوے خاص پیداوار ہیں۔ یہ جزیرہ ایک زمانے میں گرم مسالوں کے لیے بہت مشہور تھا، اور اب بھی ان کی تجارت کا مرکز ہے۔ ترناتے کے سلطان طاقتور حکمران تھے۔ اور تاریخ میں ترناتے کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ سولہویں صدی میں یہ سلطنت یورپ میں گرم مسالوں کی منڈی کے نام سے مشہور ہو گئی تھی۔ پرتگالی تاجروں نے سلطان سے تجارتی حقوق حاصل کیے۔ لیکن جب وہ سیاست میں مداخلت کرنے لگے تو نکال دیے گئے۔ ان کی سازشوں کے جواب میں سلطان نے ولندیزیوں سے دوستی کی اور اس سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے کئی جزیروں پر قبضہ کر لیا۔ آخر کار ۱۸۰۲ء میں ولندیزیوں نے سلطان سے معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور اس کو اپنا ماتحت بنا لیا۔ ۱۹۴۲ء میں جاپانی قبضہ تک ولندیزی اقتدار قائم رہا۔

تدورے | ترناتے کے جنوب میں ایک اور پہاڑی جزیرہ تدورے ہے جو مسلمانوں کی ایک طاقتور

ہے۔ شمال میں ایک بڑا شہر گورن تالو ہے اور شمال مشرق میں منہاسا ہے۔ مشرقی اور مغربی ساحل پر کئی اور اہم بندرگاہیں بھی ہیں۔

اس جزیرہ میں پرتگالی ۱۵۱۲ء میں آئے۔ سلطان مکاسر نے ان کی اور انگریزوں کی سرپرستی کی۔ انگریزوں نے قبضہ کرنا چاہا۔ اور سلطان اور ولندیزیوں کو شکست دی۔ ۱۶۰۰ء سے ولندیزی آباد کار بھی آنے لگے۔ اور مقامی باشندوں سے طویل کش مکش کے بعد ۱۸۶۱ء میں ولندیزی تسلط ہوگیا۔ اور حاکموں نے اطاعت قبول کر لی۔ ولندیزی اس جزیرہ کے عیسائیوں کو فوج میں بھرتی کر کے حریت پسندوں کی تحریک کے خلاف ان سے کام لیتے تھے۔ لیکن آبادی کی اکثریت آزادی کی حمایت کرتی رہی اور اس کے لیے بڑی خونریز لڑائیاں بھی ہوئیں۔

جزائر مالوکا

سلاویسی اور نیوگینی کے درمیان جزائر کا ایک اہم مجموعہ مالوکا ہے جو گرم مسالوں کے جزائر کے نام سے مشہور ہے۔ جزائر مالوکا میں پانچ مجموعے شامل ہیں (۱) ترناتے گروپ جس میں سب سے بڑا جزیرہ ہلماہیرا ہے (۲) باچان گروپ جو ہلماہیرا کے جنوب میں واقع ہے۔ (۳) امبون گروپ جس میں امبون، سیرام اور بورو اہم جزائر ہیں (۴) باندا گروپ جو گرم مسالوں کی پیداوار کے لیے مشہور ہیں (۵) مشرقی گروپ جس میں تمبار، سیلو اور سمیرا اہم جزیرے ہیں اور یہ سلسلہ نیوگینی تک چلا گیا ہے۔

جزائر کے ان وسیع مجموعوں میں سے اکثر جزیرے پہاڑی ہیں اور آتش فشاں پہاڑوں کا ایک زبردست سلسلہ ہے جو سماترہ اور جاوا تک چلا گیا ہے۔ ان کی آب و ہوا گرم اور مرطوب ہے۔ بارش بہت زیادہ ہوتی ہے۔ گھنے جنگل کثرت سے ہیں جہاں عمدہ قسم کی لکڑی ہوتی ہے۔ اکثر جزائر سرسبز و شاداب ہیں پہاڑوں کے دامن میں زرخیز میدان ہیں۔ جہاں گرم مسالے، ناریل کی پیداوار افراط سے ہوتی ہے۔ جنگلوں میں طرح طرح کے حیوانات اور نہایت خوبصورت پرندے کثرت سے ہیں جن میں مرغ زریں بہت مشہور ہیں۔

ان جزائر میں پندرھویں صدی میں ہسپانوی، سولھویں میں پرتگالی اور سترھویں میں ولندیزی آئے شمال میں سلطان ترناتے بہت طاقتور حکمراں تھا۔ اس لیے ولندیزیوں نے جنوبی جزائر امبون و باندا پر اپنا اثر جمایا۔ پھر سلطان ترناتے سے دوستی کے معاہدے کیے۔ لیکن جب ان کے قدم جم گئے تو انہوں نے عہد شکنی

کے جنوب میں واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۱۱۴۵۵ مربع میل اور آبادی ۵ لاکھ ہے جس میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ جنوبی علاقے میں عیسائی بھی ہیں۔ یہ جزیرہ بھی چٹانی ہے۔ پہاڑی سلسلے ہیں اور ان کے دامن میں گرم پانی کے چشمے ہیں۔ آب و ہوا صحت بخش ہے۔ اہم پیشے زراعت، ماہی گیری اور تجارت ہیں۔ گرم مسالے ناریل، سنے شکر، چاول، جوار، کافی، کوکو اور میوے افراط سے پیدا ہوتے ہیں۔ جزیرہ کا صدر مقام امبون ہے جس کو پرتگالیوں نے آباد کیا تھا۔ اور یہ جزائر مالوکا میں تجارت کا بڑا مرکز ہے۔ سولھویں صدی میں ولندیزی آئے اور سلطان ترناتے سے دوستی کر کے امبون میں تجارت کے حقوق حاصل کیے۔ کچھ عرصہ کے بعد انگریزوں سے کش مکش شروع ہو گئی۔ اور ولندیزی مقامی سرداروں سے سازشیں کرنے لگے۔ آخر کار انہوں نے ۱۶۸۳ء میں سلطان سے معاہدہ توڑ دیا اور کئی جزائر پر قبضہ کر لیا۔ یہ جزیرہ ولندیزیوں کے ہاتھ سے کئی مرتبہ نکلا۔ لیکن آخر کار ۱۸۹۴ء میں انگریزوں نے ان کو واپس دیدیا۔ اور جاپانی حملہ تک اس پر ولندیزیوں کا قبضہ رہا۔

جزائر باندا | جزائر امبون کے جنوب میں دس جزائر کا ایک مجموعہ ہے جو باندا کہلاتا ہے۔ اس مجموعہ میں لنتور، باندانیرا، اور گونانگ آپی زیادہ اہم ہیں۔ اور تینوں بڑے بڑے آتش فشاں دہانوں کا ابھرا ہوا حصہ خیال کیے جاتے ہیں۔ گونانگ آپی میں تو ایک بڑا آتش فشاں اب بھی لاوا اگلتا رہتا ہے۔ ان جزیروں کی زمین لاوا سے بنی ہوئی ہے اور بہت زرخیز ہے۔ گرم مسالے، ناریل اور میوے افراط سے ہوتے ہیں۔ باشندوں کا پیشہ زراعت اور ماہی گیری ہے۔ یہ جزائر بہت خوش منظر ہیں اور یہاں جاوی اور ملایائی نسل کے مسلمان آباد ہیں۔ کچھ باشندے عربی اور چینی نسل کے بھی ہیں۔ ان جزائر پر مختلف سلاطین کی حکومت رہی۔ ۱۵۱۲ء میں پرتگالیوں نے قبضہ کر لیا اور اس کے بعد ولندیزی آئے جن سے انگریزوں کی کش مکش شروع ہو گئی۔ آخر کار ۱۸۱۴ء میں عہد نامۂ پیرس کے مطابق یہ جزیرے ولندیزیوں کو مل گئے۔ اور جاپانی حملہ تک ان کے قبضے میں رہے۔

جزائر تنمبار | جزائر باندا کے جنوب مشرق میں انڈونیشیا کے جزائر کا ایک مجموعہ ہے جس میں ۶۶ جزیرے شامل ہیں۔ یہ جزائر نیوگینی سے قریب ہیں اور ان کو جزائر تنمبار کہا جاتا ہے۔ اس مجموعہ میں سب سے بڑا جزیرہ یام دینا ہے جو ۱۱۰۰ مربع میل ہے۔ دوسرے اہم جزائر سیلو، سیرا، لالے، یوبار ور دو نار ہیں۔ یہ سب جزیرے گھنے جنگلوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ اور یہاں بڑے بڑے آتش فشاں پہاڑ ہیں۔ آب و ہوا نہایت خراب ہے۔ ساحلی علاقوں میں ناریل کثرت سے ہوتا

سلطنت کا مرکز تھا۔ اس کا رقبہ ۲۰۰ مربع میل اور آبادی ۵۰ ہزار ہے۔ اور یہ سب مسلمان ہیں۔ تدورے میں بھی پہاڑی سلسلے اور آتش فشاں چوٹیاں ہیں۔ اور ان پہاڑوں کے دامن میں زرخیز میدان ہیں جو کھیتوں اور باغوں پر مشتمل ہیں۔ باشندوں کے خاص پیشے زراعت، باغبانی اور ماہی گیری ہیں۔ گرم مسالے، چاول، جوار، تمباکو، کوکو، کافی، اور مختلف اقسام کے میوے افراط سے پیدا ہوتے ہیں۔ ۱۵۲۱ء میں مسلمانوں کی سلطنت کو زوال ہوا اور پرتگالی مسلط ہو گئے۔ پھر ایک صدی بعد ولندیزی آئے اور انہوں نے بھی سلطان کو باجگذار بنا لیا۔ ۱۹۴۲ء میں جاپانیوں نے اس جزیرہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔

سیرام | جزائر مالکا کے امبون گروپ میں سب سے بڑا جزیرہ سیرام ہے جس کا رقبہ ۶۶۲۱ مربع میل اور آبادی ۱۰لاکھ ہے۔ جاوی، مکاسری اور ترناتی نسل کے مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ کچھ عیسائی اور مظاہر پرست بھی ہیں۔ آبادی زیادہ تر ساحلی علاقوں میں ہے۔ اور اندرونی علاقوں کے حالات نامعلوم ہیں جہاں وحشی اور نیم وحشی قبیلے آباد ہیں۔ یہ جزیرہ آتش فشاں پہاڑوں کے لاوے اور نرم پتھر سے بنا ہے۔ اونچے پہاڑوں کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے جن میں آتش فشاں چوٹیاں ہیں اور اکثر زلزلے آیا کرتے ہیں۔ بہت گھنے جنگل ہیں جہاں عمدہ قسم کی لکڑی ہوتی ہے۔ زراعت اور ماہی گیری عام پیشے ہیں۔ ساحلی علاقوں میں ناریل بکثرت ہوتا ہے۔ چاول، جوار، نے شکر، تمباکو، گرم مسالے اور میوے خاص پیداوار ہیں۔ اس جزیرہ میں پٹرول کے چشمے بھی ہیں۔ اور اس صنعت کو ترقی دی جا رہی ہے۔ سیرام میں ولندیزی سترھویں صدی میں آئے اور گرم مسالے کی پوری کاشت پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ جس کی وجہ سے مقامی باشندوں سے کش مکش کا سلسلہ شروع ہو گیا جو مدتوں جاری رہا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ولندیزیوں کا قبضہ مکمل ہو گیا۔ لیکن ۱۹۴۲ء میں جاپانیوں نے ان کو نکال دیا۔

بورو | سیرام کے مغرب میں اس گروپ کا ایک اور اہم جزیرہ بورو ہے۔ جس کا رقبہ ۳۴۰۰ مربع میل اور آبادی ۲ لاکھ ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت ہے اور کچھ عیسائی اور مظاہر پرست بھی ہیں۔ یہ جزیرہ بھی اونچے پہاڑی سلسلوں آتش فشاں چوٹیوں اور گھنے جنگلوں کا جزیرہ ہے۔ آب و ہوا صحت بخش ہے اور اس جزیرہ کو شکاریوں کی جنت کہا جاتا ہے۔ عجیب و غریب حیوانات اور خوبصورت پرندے کثرت سے ہیں۔ زراعت، ماہی گیری اور تجارت اہم پیشے ہیں۔ جزیرہ کا مستقر نملیا ہے۔ پہلے یہ جزیرہ سلطان ترناتے کا مقبوضہ تھا۔ ۱۶۸۳ء میں ولندیزیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ جن کو آخر کار جاپانیوں نے ۱۹۴۲ء میں نکال دیا۔

امبون | مالکا ایک مشہور جزیرہ جس کو اپنے گروپ میں مرکزی اہمیت حاصل ہے امبون ہے۔ یہ سیرام

<u>فلورس</u> | تیمور کے مغرب میں ایک اور اہم جزیرہ فلورس ہے جس کا رقبہ ۵۵۷۰ مربع میل اور آبادی ۶ لاکھ ہے۔ باشندے ملایائی اور پاپوائی نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسلمان بڑی اکثریت میں ہیں۔ اور کچھ عیسائی اور مظاہر پرست بھی ہیں۔ یہاں ایک قسم کا قبائلی نظام نافذ ہے جس کے مطابق زمین پورے قبیلے کی ملکیت ہوتی ہے اور نظم ونسق کے وسیع اختیارات سردار قبیلہ کو حاصل ہیں۔ یہ جزیرہ بھی پہاڑی ہے اور پہاڑوں کے سلسلے میں کئی آتش فشاں چوٹیاں ہیں جن کے دامن میں صندل کے بڑے بڑے جنگل ہیں۔ آب وہوا بہت خوشگوار ہے۔ ایک زمانہ میں یہ جزیرہ اسلام کی اشاعت کا مرکز تھا۔ اور سلاویسی کے حکمراں کا مقبوضہ تھا۔ ۱۶۶۷ء میں ولندیزی آئے اور تجارت کرنے لگے۔ انیسویں صدی کے وسط میں ولندیزیوں اور پرتگالیوں میں شدید کش مکش شروع ہوگئی اور لڑائیاں ہونے لگیں۔ دونوں مقامی سرداروں سے معاہدے کر کے ان کی تائید حاصل کرتے تھے۔ ۱۹۰۷ء میں ولندیزیوں کا مکمل قبضہ ہوگیا لیکن ۱۹۴۲ء میں جاپانیوں نے ان کو نکال دیا۔

<u>سومبا</u> | فلورس کے جنوب میں جزیرۂ سومبا ہے جس کا رقبہ ۴۶۰۰ مربع میل اور آبادی ۲ لاکھ ہے سب باشندے ملایائی نسل کے مسلمان ہیں۔ اندرونی علاقوں میں کچھ مظاہر پرست نیم وحشی بھی ہیں۔ اس جزیرہ کے باشندے ناچ گانے کے بڑے شوقین ہیں۔ زراعت، ماہی گیری، اور ظروف سازی خاص پیشے ہیں۔ جزیرۂ سومبا کی سطح اونچی ہے اور بارش بہت ہوتی ہے۔ صندل کے گھنے جنگل بڑی کثرت سے ہیں چنانچہ یہ صندل کا جزیرہ کہلاتا ہے۔ زمین زرخیز ہے اور جوار، تمباکو، کافی، کوکو، ناریل اور میوے خاص پیداوار ہیں۔ تانبہ اور لوہا بھی موجود ہے۔ اس جزیرہ میں وسیع چراگاہیں ہیں اور عمدہ قسم کے گھوڑے اور مویشی کثرت سے پالے جاتے ہیں۔ صندل کے جزیرہ کی شہرت سن کر ولندیزی یہاں سترہویں صدی میں آئے اور تجارتی معاہدے کیے۔ پھر ۱۸۶۶ء میں سیاسی تسلط قائم کر لیا۔ لیکن مقامی باشندوں سے لڑائی کا سلسلہ ۱۹۰۱ء تک جاری رہا۔ آزادی کے لیے ایک لڑائی ۱۹۱۴ء میں بھی ہوئی تھی۔ ۱۹۴۲ء میں جاپانیوں نے اس جزیرہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔

<u>سمباوا</u> | جزیرہ سومبا کے شمال اور فلورس کے مغرب میں اس مجموعہ کا ایک بڑا جزیرہ سمباوا ہے جس کا رقبہ ۵۲۴۰ مربع میل اور آبادی ۵ لاکھ ہے۔ باشندے ملایائی نسل کے مسلمان ہیں۔ اونچے پہاڑوں کے سلسلہ میں کئی آتش فشاں چوٹیاں ہیں۔ سب سے اونچی چوٹی تمبورو ہے جو ۹ ہزار فیٹ بلند ہے اس جزیرہ کی آب وہوا خوشگوار ہے۔ اور یہ بہت سرسبز وشاداب ہے۔ شیشم کے جنگل ہیں۔ اور

ہے۔ اور چاول، جوار، ساگو دانہ اور گرم مسالے بھی خاص پیداوار ہیں۔ ان جزائر کی آبادی تقریباً ۶۰ ہزار ہے۔

جزائر سونڈا صغیر

جاوا، ساٹرہ، بورنیو اور سلادیس کے بعد جو جزائر سونڈا کبیر کہلاتے ہیں، انڈونیشیا کے اہم ترین جزیرے تیمور، فلورس، سومبا، سمباوا، لمبوک اور بالی ہیں جو جزائر سونڈا صغیر کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ جزائر جاوا کے جنوب مشرق میں ایک سلسلہ میں واقع ہیں اور ان کی خصوصیات ملتی جلتی ہیں۔ ان جزیروں میں بھی اونچے پہاڑی سلسلے اور آتش فشاں چوٹیاں ہیں۔ بارش زیادہ ہوتی ہے لیکن آب و ہوا خوشگوار ہے۔ اور سب جزیرے سرسبز و شاداب، خوش منظر اور زرخیز ہیں۔ زرعی اور معدنی دولت کے علاوہ ان جزیروں میں وسیع چراگاہیں ہیں جہاں عمدہ قسم کے گھوڑے اور دوسرے مویشی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ یہ جزائر اپنی ثقافتی اور معاشرتی خصوصیات کے لیے بھی مشہور ہیں۔

تیمور اس مجموعہ کا سب سے بڑا جزیرہ تیمور ہے جس کا رقبہ ۲۴ ہزار مربع میل اور آبادی تقریباً ۲۰ لاکھ ہے۔ باشندوں کا تعلق ملایائی، پاپوائی اور پولینیشی نسلوں سے ہے۔ اس جزیرہ کے رہنے والے نمود و نمائش کے دلدادہ اور بھڑک دار لباس اور زیورات کے بڑے شوقین ہیں۔ ۱۶۱۳ء میں کوپانگ کے راجہ نے پرتگالیوں کو یہاں ایک بستی بسانے کی اجازت دی تھی۔ اور انہوں نے تجارتی مرکز قائم کر لیا تھا۔ ۱۶۴۹ء میں ولندیزیوں نے قبضہ کر لیا۔ پھر ۱۸۱۱ء میں انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن چار سال کے بعد ولندیزیوں کو یہ جزیرہ پھر واپس مل گیا۔ ۱۸۵۹ء میں ایک معاہدہ کے مطابق یہ پرتگالیوں اور ولندیزیوں میں تقسیم ہو گیا۔ انڈونیشیا کو آزادی ملنے کے بعد ولندیزی حصہ تو جمہوریہ کے قبضہ میں آگیا لیکن پرتگالی اپنے حصے پر اب تک قابض ہیں۔ جزیرہ تقریباً دو برابر حصوں میں منقسم ہے اور شمال مشرقی حصہ پرتگالیوں کے پاس ہے جس کی آبادی ۸ لاکھ ہے۔ جمہوری علاقہ کی آبادی ۱۲ لاکھ کے قریب ہے۔ پورے جزیرہ میں مسلمانوں کی بڑی اکثریت ہے۔ پرتگالی علاقہ میں کیتھولک اور جمہوری علاقہ میں پروٹسٹنٹ عیسائی بھی ہیں۔ پرتگالی علاقے کا مستقر ڈلی ہے جو ناریل، کافی، کوکو، کپاس، مونگے اور موم کی تجارت کا مرکز ہے۔ جمہوری علاقہ کا صدر مقام کوپانگ ہے جو صندل کی لکڑی، ناریل، کھالوں اور گھوڑوں کی تجارت کا مرکز ہے۔

کئی آتش فشاں ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں شیشم کے جنگل ہیں۔ اور جنوب میں زرخیز میدان ہے۔ چاول کی کاشت بڑے سلیقے سے کی جاتی ہے۔ ناریل کثرت سے ہوتا ہے۔ سنے شکر، کافی، کوکو، تمباکو، نیل، مونگ پھلی، سنگترا اور میوے خاص پیداوار ہیں۔ زراعت، گلہ بانی، اور دستکاری اہم پیشے ہیں۔ دھاتی اشیاء، برتن، زیور اور کارچوب بنانے کا کام بہت عمدہ ہوتا ہے۔ لوگ بڑے ماہر دستکار اور فنون لطیفہ کے شیدائی ہیں۔ اور بالی کا رقص بہت مشہور ہے۔ جزیرہ کا مستقر سنگا راجہ ہے۔

جاوا میں جب مجاپہت سلطنت کو زوال ہوا تو شاہی خاندان کے افراد اور امرا نے بالی میں پناہ لی اور سترہویں صدی میں انہوں نے کئی ریاستیں قائم کرلیں۔ ۱۷۴۳ء میں ولندیزی آئے اور ایک سو سال بعد مقامی راجاؤں کے ذریعہ حکومت کرنے لگے۔ ۱۸۸۲ء میں ولندیزیوں کی براہ راست حکومت قائم ہوگئی تاہم بغاوتوں اور لڑائیوں کا سلسلہ ۱۹۰۸ء تک جاری رہا۔

مغربی نیوگینی ـــــ (ایریان)

انڈونیشیا کا ایک وسیع علاقہ جس پر ولندیزی ابھی تک قابض ہیں مغربی نیوگینی ہے جس کو انڈونیشی ایریان کہتے ہیں۔ نیوگینی دنیا کا ایک عظیم ترین جزیرہ ہے جس کا رقبہ ۳۱۲۲۲۹ مربع میل ہے۔ لیکن اس کی آبادی صرف ۱۳ لاکھ ہے۔ یہ آبادی زیادہ تر ساحلی علاقوں میں ہے جہاں ملایائی، چینی، عرب، انگریز جرمن اور ولندیزی آباد ہیں۔ اور کچھ دیسی باشندے بھی جن کو آبادکاروں نے نیم مہذب بنا دیا ہے ان کے ساتھ ساحلی علاقوں میں رہتے ہیں۔ اصل باشندے جو نگی اور پاپوائی نسل سے تعلق رکھتے ہیں اندرونی علاقوں میں رہتے ہیں اور یہ لوگ یا تو بالکل وحشی ہیں یا نیم وحشی۔ وحشی باشندے غاروں میں رہتے اور بالکل برہنہ پھرتے ہیں۔ یہ آدم خور بھی ہیں اور جنگل کی پیداوار پر گذارہ کرتے ہیں۔ نیم وحشی باشندے بھی خانہ بدوش ہیں۔ اور درختوں یا چٹانوں پر گھاس کے جھونپڑے بنا کر رہتے ہیں۔ یہ لوگ کپڑے نہیں پہنتے بلکہ گھاس کے ریشے یا کھال کے ٹکڑے لنگوٹ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ان میں اموی نظام زیادہ رائج ہے۔ مرد اور عورت دونوں کو ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا حق حاصل ہے۔ اور بچوں کی پرورش کا ذمہ دار باپ کے بجائے ماموں ہوتا ہے۔ نیم وحشی قبائل میں بھی بہت سے قبیلے آدم خور ہیں اور انسانوں کے سر کاٹنے کا طریقہ ان میں بھی رائج ہے۔ ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس شخص کا سر کاٹ لیا جاتا ہے اس کی روح سر کاٹنے والے کی غلام بن جاتی ہے۔ چنانچہ یہ لوگ دشمنوں کے سر کاٹ کر

منگنے کی لکڑی بھی کثرت سے ہوتی ہے۔ زراعت اور گلہ بانی عام پیشے ہیں۔ چاول، جوار، روئی، کافی، کوکو اور ناریل خاص پیداوار ہیں۔ عمدہ قسم کے گھوڑے اور مویشی کثرت سے پالے جاتے ہیں۔ اور خوبصورت پرندوں کے لیے بھی یہ جزیرہ مشہور ہے۔ ۱۶۱۸ء میں ولندیزی اس جزیرہ میں آئے اور ۱۶۶۹ء میں ایک خانہ جنگی میں حکم بنایا گیا لیکن انہوں نے خود اپنا تسلط قائم کر کے سلطان کو باجگذار بنا لیا۔ یہ تسلط جاپانی حملہ تک برقرار رہا۔

لمبوک | جزیرہ سمباوا کے قریب مغرب کی طرف ایک اور اہم جزیرہ لمبوک ہے جس کا رقبہ ۱۸۲۵ مربع میل اور آبادی ۱۰ لاکھ ہے۔ اس جزیرہ کے باشندے ملایائی ساسک اور بالی نسل کے مسلمان ہیں۔ یہ جزیرہ بھی پہاڑی ہے اور بہت اونچے آتش فشاں پہاڑ ہیں۔ آب و ہوا خوشگوار ہے۔ طرح طرح کے خوبصورت پرندوں کی کثرت ہے۔ لمبوک اپنی سرسبزی و شادابی اور دلکش قدرتی مناظر کے لیے مشہور ہے۔ امپینن اس کا صدر مقام اور بندرگاہ ہے۔ ۱۶۴۰ء تک یہ جزیرہ سلطان مکاسر کا مقبوضہ تھا۔ ۱۶۶۷ء میں ولندیزی آئے۔ اس زمانے میں بالی کا حاکم اس جزیرہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور ولندیزیوں نے اس کی مدد کی۔ ۱۸۴۳ء میں یہاں کے باشندوں نے بیرونی اقتدار ختم کرنے کی جدوجہد شروع کی جو تقریباً پچاس سال تک جاری رہی۔ اور آخر کار یہ جزیرہ بالی کے اقتدار سے نکل گیا۔ لیکن ولندیزیوں کے تسلط میں آگیا۔ ۱۹۴۲ء میں جاپانیوں نے اس جزیرہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔

بالی | جزیرۂ لمبوک کے مغرب اور جاوا کے مشرق میں ایک مشہور جزیرہ بالی ہے جس کا رقبہ ۲۰۹۵ مربع میل اور آبادی ۱۲ لاکھ ہے۔ باشندے جاوی اور بالی نسل کے ہیں۔ انڈونیشیا میں صرف یہی ایک جزیرہ ہے جہاں اب بھی ہندو موجود ہیں۔ ان میں ذات پات کی تفریق بہت شدید ہے۔ اور یہ مختلف دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔ ناچ گانے کے بڑے شوقین اور نمائش کے دلدادہ ہیں۔ گہرے رنگوں کے کپڑے اور زیور پہنتے ہیں۔ لیکن عورتیں اور مرد سب کمر سے اوپر برہنہ رہتے ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں جب ماشومی پارٹی کے رہنما محمد ناصر کی وزارت قائم ہوئی تو انہوں نے عورتوں کے لیے پورا لباس پہننا لازمی کر دیا تھا۔ لیکن بالی کے ہندوؤں نے اس پر بہت احتجاج کیا کہ حکومت ان کی تہذیب و معاشرت میں مداخلت کرتی ہے۔ جزیرے کے مسلمانوں کی معاشرت ہندوؤں سے مختلف ہے۔

بالی کی آب و ہوا گرم لیکن خوشگوار ہے۔ مشرق سے مغرب تک پہاڑوں کا سلسلہ ہے جس میں

گیا تھا۔ دوسرا حصہ انتدابی علاقہ ہے جس پر پہلے جرمنی کا قبضہ تھا۔ اس میں جنوب مشرقی علاقہ اور جزیروں کے کئی مجموعے شامل ہیں۔ پہلی عالمی جنگ کے بعد مجلس اقوام نے اس علاقہ پر آسٹریلیا کا انتداب قائم کر دیا تھا۔ اس کا رقبہ ۹۳۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۱۰ لاکھ ہے۔ غیر ملکی باشندوں میں چینی، عرب، انگریز اور جرمن شامل ہیں۔ برطانوی اور انتدابی دونوں علاقے آسٹریلیا کے گورنر جنرل کے زیر انتظام ہیں جو اپنے نائب اور کونسل کے ذریعہ حکومت کرتا ہے۔ اور پورٹ مورسبی صدر مقام ہے۔

ولندیزی علاقہ نیوگینی کا تیسرا حصہ ولندیزیوں کا مقبوضہ ہے۔ اور یہ حصہ انڈونیشی جزائر میں شمار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کو آزاد اور جمہوریہ انڈونیشیا میں شامل کرنے کا مسئلہ ہالینڈ اور انڈونیشیا کے درمیان شدید اختلافات کا باعث بنا ہوا ہے۔ ولندیزی علاقہ کا رقبہ ۱۵۱۷۸۹ مربع میل اور آبادی ۵ لاکھ ہے۔ اس آبادی میں ملایائی، چینی، عرب اور ولندیزی بھی شامل ہیں جو ساحلی علاقوں میں رہتے اور تجارت کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا پیشہ زراعت اور ماہی گیری بھی ہے۔ صنعت اس علاقہ میں بالکل مفقود ہے اور تجارت مختلف قسم کے پرندوں، مرغ زریں کے پروں، ربڑ اور تمباکو کی برآمد تک محدود ہے۔ نیوگینی میں آبادکاروں کی صرف ایک بڑی بستی اور اہم بندرگاہ مراؤک ہے جو جنوب میں واقع ہے اور ولندیزی علاقہ کا صدر مقام ہے۔ اس کو ۱۹۰۲ء میں فوجی کیمپ کی حیثیت سے آباد کیا گیا تھا۔ یہاں فرنگیوں کے علاوہ ملایائی، چینی اور عرب تاجر بھی آباد ہیں۔ مغربی علاقہ کا مستقر اور بندرگاہ فاک فاک ہے جہاں کچھ نیم مہذب دیسی باشندے بھی آباد ہیں۔ یہ جنوب مغرب میں واقع ہے اور شمال مغرب میں مانوکواری یا ڈوارہ ہے جو شمالی علاقہ کا مستقر ہے۔ ان بستیوں کے علاوہ ساحل پر چھوٹی چھوٹی بستیاں ہیں جہاں یورپی، عرب، ملایائی اور چینی تاجر اور کچھ دیسی باشندے بھی رہتے ہیں۔

نیوگینی تدورے کے سلطان کا مقبوضہ تھا۔ ولندیزیوں نے ۱۶۶۰ء میں سلطان سے معاہدہ کر کے جزائر پاپوا پر اقتدار قائم کر لیا تھا۔ ۱۷۹۳ء میں اس جزیرہ پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن کچھ مدت کے بعد انہوں نے چھوڑ دیا اور ولندیزی پھر واپس آ گئے۔ ۱۸۲۸ء میں پاپوا جزائر پر ولندیزیوں کا اقتدار تسلیم کر لیا گیا تھا اور انہوں نے اپنے قلعے بھی تعمیر کر لیے۔ جب مشرقی حصہ پر انگریزوں اور جرمنوں نے قبضہ کر لیا تو ولندیزیوں کے پاس صرف مغربی حصہ رہ گیا۔ اور اس پر ان کا قبضہ اب تک برقرار ہے۔

دوسری عالمی جنگ کے دوران میں ولندیزی انڈونیشیا سے نکال دیے گئے اور جاپانیوں نے تمام جزائر پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن جنگ ختم ہونے کے بعد اتحادیوں کی امداد سے ولندیزی بہت سے جزیروں

محفوظ رکھتے ہیں۔ اور ان کے بہت سے معاشرتی مسائل کا حل ان سروں کی تعداد پر منحصر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ سر عبادت اور جادو کے لیے بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔

نیم وحشی باشندے بالکل ابتدائی قسم کی قبیلوی زندگی بھی بسر کرتے ہیں۔ ان کے سردار بھی ہوتے ہیں لیکن بااختیار نہیں ہوتے۔ اور قبیلہ کے مسائل کا تصفیہ سردار نہیں کرتا بلکہ قبیلہ کے تمام سربرآوردہ لوگ جمع ہوکر تمام مسائل طے کرتے ہیں۔ جو شخص سردار بننا چاہتا ہے وہ اہل قبیلہ کی عام دعوت کرتا ہے اور جو یہ دعوت قبول کر لیتے ہیں ان کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے اس کو سردار تسلیم کر لیا ہے۔ سرداری کا امیدوار اہل قبیلہ کی دعوت میں تمباکو، چھالیا اور گوشت تقسیم کرتا ہے۔ اور ان چیزوں کے بدلے میں وہ ان سب لوگوں سے امداد طلب کرنے کا مستحق بن جاتا ہے۔ سردار کا کھیت سب سے بڑا ہوتا ہے۔ اور وہ اہل قبیلہ کو بھی اس کی کچھ پیداوار دے کر ان کو اپنا مددگار بنا لیتا ہے۔ جب کوئی سردار مرتا ہے تو لوگ اس کے ساتھ دشمن قبیلہ کا ایک زندہ آدمی بھی دفن کر دیتے ہیں۔

نیوگینی کے دیسی باشندے عام طور پر مُردوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور بھوت پریت اور روحوں کے بہت قائل ہیں۔ اچھی اور بُری ہر قسم کی روحوں کو خوش کرنے کے لیے مرغ، سور، بھینس اور بعض اوقات آدمی کی قربانی پیش کرتے ہیں۔ مشرقی علاقوں میں کچھ دیوتاؤں کی پوجا بھی کی جاتی ہے۔ لیکن یہ سب دیوتا شیاطین ہی ہوتے ہیں۔ مغربی علاقہ میں یہ عقیدہ ہے کہ دیوتاؤں نے انسان کی شکل اختیار کر کے مختلف قبیلوں کے اجداد کو جنم دیا اور ان سے قبیلے پھیلے۔ چنانچہ یہ اجداد کو دیوتا تصور کر کے ان کی پرستش کرتے ہیں۔ ہر علاقہ کے باشندے جادو پر بہت اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور پجاری زیادہ تر جادوگر ہی ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ موت بھی جادو ہے اور یہ بھی بھوتوں کی شرارت ہوتی ہے۔ چنانچہ بیماریوں کو دور کرنے کے لیے کئی منتر پڑھے جاتے ہیں۔

خط استوا نیوگینی کے شمال سے گذرتا ہے اس لیے اس کی آب و ہوا بہت گرم اور خشک ہے۔ وسطی علاقوں میں بہت اونچے پہاڑوں کا سلسلہ ہے جن کے دامن میں گھنے جنگل دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ناریل، ساگو دانہ، تمباکو، ربر، اور سنے شکر اس جزیرہ کی خاص پیداوار ہیں۔ معدنیات میں مٹی کا تیل، چونا، تانبہ اور سونا زیادہ اہم ہیں۔ حیوانات بکثرت پائے جاتے ہیں اور ان کی بعض قسمیں عجیب و غریب ہیں۔

برطانوی اور انتدابی علاقے سیاسی اعتبار سے نیوگینی کے تین حصے ہیں۔ ایک تو برطانوی نیوگینی جو شمال مشرقی علاقے پر مشتمل ہے اور اس کا رقبہ ۹۰۵۴۰ مربع میل ہے۔ اس کو ۱۸۸۴ء میں برطانوی محمیہ قرار دیا